جلد ۱ | بمبئی دوشنبہ ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹ اگست سنہ ۱۹۰۱ء | نمبر ۳۱

مقدمۂ الجائیشن

انکا تو یہی علاج ہے

ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ لارڈ کچنر نے جو اعلان شایع کیا ہے اسکی غرض یہی ہو کہ فوج امداد بھی مین آکر باغیوں کی اعانت موقوف کردینگے۔ مدعا گریہ غرض پوری نہوئی تو سختی سے کام لینا پڑیگا۔ چنانچہ مسٹر چیمبرلین نے بھی اسی اعلان کے متعلق یہی خیال ظاہر کیا کہ اگر فوج اب بھی اپنی شرارت سے باز آگئی تو بہتر ہے کیونکہ ہم یہ نہین چاہتے کہ خواہ مخواہ سلطنت ٹرانسوال تباہ ہو جائے۔ اور جیسا انھون نے بتایا تو یہی ہی پالیسی اختیار کرنا پڑیگی جو امریکن گورنمنٹ نے جزایر فلپائن کے باغیوں کے مقابلہ مین اختیار کی تھی۔ کیونکہ ایسی شریر نفس عایا کا ٹرانسوال مین باقی رہنا ہمیشہ سلطنت کو خطرناک رکھیگا۔ لیکن ساتھ ہی موقعہ وقت پر جیسے جاہین اور بہر صورت یا گردنی ادا کرم ...

انکی بھی زبان پھر گئی

دیسی اخبارات کے گلے پر تو سڈیشن کی کند چھری پہیری ہی گئی لیکن اب انگلینڈ کے آزاد منش اخبارات کی بھی خیر نظر نہین آتی۔ اسی ایک مہینہ مین دو تین اخبارات پالیمنٹ کو ارنگریزی مین نصیحتین ملی ہین ان اخبارات کو پولیٹیکل معاملات پر رائے زنی کرنے کی پوری پوری آزادی تھی مگر اس آزادی نے انہین حد اعتدال سے باہر نکالدیا۔ اور ممبران پالیمنٹ پر ایسی سخت چوٹین کین کہ انکی حیثیت ذی گوارا نہین کیا کہ ان بیچارون کو زہر کا گھونٹ سمجھتے ہوئے بھی خوشی سے حلق مین اوتار دین۔ اخبار گلوب کے ایڈیٹر نے آئرلینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کی نسبت بہت ہتک آمیز جملے لکھے اور بلکہ ملکی ہمدردی یہ قومی خدمت بجا نہین لاتے بلکہ ہمیشہ اسمین انکی ذاتی غرض ہوتی ہے۔ مسٹر ریڈمنڈ و دیگر ممبران پارلیمنٹ نے یہ درخواست کی کہ اخبار مذکور کے مالک اور ایڈیٹر کو پارلیمنٹ مین حاضر ہونیکا حکم دیا جائے چنانچہ ۱۵ تاریخ کو شنبہ کا اجلاس اونکی طلب ...

لڑائی کا مضر اثر

جنگ ٹرانسوال نے جہانتک دیکھا جاتا اور انگریزون کو مصیبت مین پھنسا رکھا ہی اور جانی نقصان کے سوا لاکھون روپیہ پانی پہر بہا دیا ہے وہان رعایا کو اس سے سخت نقصان پہنچا ہے اور اسمین شک نہین کہ لڑائی کا یہ ضروری نتیجہ ہے۔ چین کو دیکھیے کہ چند ماہ کی لڑائی مین تجارت کو کسقدر نقصان پہنچا تھا اور پہر یہان تو دو سال کی لڑائی نے سلطنت کو بالکل غیر آباد بنا رکھا ہو پہر ایسا ہوا کہ کیونکر نقصان نہینچے کہ کسی قسم کی تجارت ایسی نہین جو اپنی اصلی حالت پر قایم رہ گئی ہو۔ صدہا کمپنیان اس لڑائی کی بدولت تباہ ہو گئین۔ پارسال کی تجارت درآمد کا جو رپورٹ شایع ہوا ہے اسکی صاف ظاہر ہوتا ہو کہ اس ایک ہی سال مین عایا کو کسقدر نقصان پہونچا ہو لاکہہ پونڈ کا صرف سونا ہی کم آیا۔ بس اسی پر خیال کر لیجیے کہ دوسرے نقصانات کا تو کوئی شمار ہی نہین۔

سگ زرد برادر شغال

مسٹر کروگر کا یہ دعویٰ بالکل صحیح ہے کہ میرے اور سٹین کے رہنے کے بعد بھی ڈچون کی آزادی اوس وقت تک نہیں چھنیگی جب تک ایک متنفس بھی زندہ باقی ہے کیونکہ اگر ہماری سرداری کا سایہ ڈچون کے سر سے اٹھ بھی گیا تو اسکا کچھ اندیشہ نہیں ہے اور ڈچون مین ہر شخص بجائے خود سرداری کی قابلیت رکھتا ہے اور ہمارے بعد ایسے بہت سے خدا کے بندے نکل آوینگے جو اپنی قومی آزادی کی حفاظت مین جان لڑا دینا اپنا فخر سمجھتے ہین۔ جنرل جوبرٹ کے انتقال کے بعد انگریزون کو یقین ہو گیا تہا کہ ڈچون کے دلون مین آتش فساد ابھی کی بجھ گئی ہوئی تہی اور ہماری بہادری کی اطاعت کا طوق اب بخوشی اپنے گلے مین ڈال لین گے مگر جنرل مذکور کے مرنیکے بعد کرونجی نے شجاعت کے جوہر دکھانا شروع کر دئے۔ اور کچھ دنون کے لئے پھر گورنمنٹ کو مایوسی نے آگھیرا۔ لارڈ رابرٹس کی فتحمندی کا ڈنکا بجا تہا کہ کرونجی بھی اپنی بدقسمتی کے ہاتھون پڑ کر ہماری پولیس کے حلقہ مین آگھسا۔ اور اگرچہ بہت بڑی رکاوٹ کی کوشش کی مگر جب کچھ بس نہ چل سکا تو ہمارے بہادرون کے آگے سر اطاعت جھکانا پڑا۔ غرضکہ ایسا ہی زمانہ مین ہر ڈچ افسر نے اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر مسٹر کروگر کے دعوے کی پوری تصدیق کی۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ جنرل کرونجی کے بعد مشرقی افسرون کی شجاعت کی یادگار بنے ہوئے ہین انہی کی جان توڑ کوششون نے ڈچون کو مثل انگریزی سلطنت یعنی کیپ کے لڑنے مین پہنچا دیا۔ مگر اب ہم جانتے ہین کہ انکا زمانہ عروج بھی قریب الزوال ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے بہادرون نے انہین بھی شکستین دیکر اسقدر زیر کر دیا کہ اپنے دامن شجاعت پر دھبہ لگانیکے لئے بزدلی سے کام لینا شروع کیا ہو ۱۰ اگست کا اعلان مظہر ہے کہ ہماری موجودہ گورنمنٹ کو شدائی غرب کے قریب بیکار ہی ہے پہلے ہی سے جماعت مین ہمیشہ کے لئے جنگجو ہین مگر ہمارے بہادرون کی یاد

کمانڈری ہند کی آرزو

انگلنڈ کے اخبارات بھی بڑے عجیب ہین اور اپنے افسرون کی بابت بہت جلد تاڑ جاتے ہین لارڈ کچنر کی نسبت ہونے والی افواہ اڑ رہی کہ جنگ جنوبی افریقہ سے اکتا کر وہ لندن آنا چاہتے ہین۔ خیر اسکا ذکر کچھ مضایقہ نہین تھا لیکن ان آزاد منش اخبارات نے یہ بھی دہر گھسیٹا کہ انہون نے جبسے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مین ہندوستان کا جدید کمانڈر انچیف مقرر ہوا ہون اسوقت سے ذہن یہی فکر لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح سے اس میدان جنگ اور مقابلہ موت سے پیچھا چھوٹا کر ہندوستان پہنچیں اور وہان کی زر خیز زمین پر بڑی بیفکری اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرین مگر سچ پوچھئے تو ان اخبارات نے لارڈ موصوف کی وفاداری کی بالکل قدر نہ کی۔ انکی نسبت ایسا خیال کرنا کہ کمانڈر بننے کے شوق مین انکے کرتب بچپن ہو گئے ہین اور جنگ ٹرانسوال کی بھڑکی ہوئی آگ کو اسیطرح مشتعل چھوڑ کر لندن آنیکا قصد کرتے ہین انکی قومی ہمدردی اور سلطنت کی بہی خواہی سے سخت بے انصافی کرنا ہے۔ ہمین تو پہلے ہی اس خبر کا یقین نہین آتا تھا کیونکہ جبتک برٹش گورنمنٹ لارڈ موصوف کی طلبی نہ ہوتی وہ کسطرح میدان سے واپس آسکتے تہے۔ لیکن چونکہ یہ خبر درج کر دیسی اخبارات مین تو تہی ہی نہین جو ہم انکی مخالفت کی جرأت کر سکتے تہے اسلئے خاموش رہنا مناسب جانا۔ آخرش اب سرکاری طور پر ہمارے خیال کی تائید ہو گئی۔ اور ہمین اس بات کا یقین کرنا پڑا کہ انگریزی اخبارات جب سر دو عکری کی جرأت کر بیٹھتے ہین وہ اگر دیسیون سے وقوع مین آئے تو سڈیشن کا زبردست ہتھیار انکی گردن دبا لیگا چنانچہ مسٹر چیمبرلین نے ہوس آف کامنز مین مسٹر [illegible] کے سوال کے جواب مین بیان کیا کہ لارڈ کچنر کے لندن واپس آنیکی جو خبر اخبارات مین شایع ہوئی ہے وہ سراسر افواہ محض ہے گورنمنٹ کیطرف سے انکو طلبی نہین ہوئی ہے۔

دہمکی بے اثر رہی

ڈچون کے بزدلانہ مظالم دیکھکر لارڈ کچنر نے تو اس خیال سے یہ اعلان شایع کر دیا کہ اگر ڈچ اپنی ظالمانہ حرکت سے باز نہ آئے تو انکے ساتھ سخت کارروائی کیجائیگی سب ڈچ شہر بدر کر دئے جائینگے اور انکی تمام املاک ضبط ہو جائیگی۔ اور لارڈ موصوف کا خیال تہا کہ یہ اعلان ڈچون پر ضرور اثر کریگا اور دہمکی مین آکر ان کو زیادہ سختی کرنیکی کوئی ضرورت نہ ہوگی لیکن لارڈ کچنر نے سنگدل ڈچون کے وحشیانہ ارادہ کا اندازہ کرنے مین بڑی غلطی کی۔ ایک برس کے قیام سے انہین اسقدر ضرور تجربہ حاصل کرنا چاہئے تھا کہ ڈچون سے کسی قسم کی آدمیت کی امید رکھنا سراسر خلاف عقل ہے۔ لیکن انہین تو تجربہ ہو ہی گیا تھا مگر اسکا کیا علاج کہ ہماری رحمدل گورنمنٹ کی صلح کل پالیسی نے ایسے اسباب کی اجازت نہ دی کہ باعث [illegible] ظلم روا رکہا جائے لیکن اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ڈچون کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور انہون نے خیال کیا کہ برٹش گورنمنٹ دہمکیان ہی دیتی رہیگی اور ہم اپنا کام کر لین گے چنانچہ جنرل کروگر نے جو اعلان شایع کیا تہا کہ برٹش عملداری مین جسقدر دیسی ہون گو وہ چاہے مسلح ہون یا نہتے۔ ہم ایک کو بہی زندہ نہ چھوڑینگے آخرش اسکے عملی طور پر کارروائی شروع بھی ہو گئی کیپ کالونی مین مقام [illegible] پر ایک دیسی غیر مسلح کانسٹبل کو ڈچون نے گولی مار دی۔ اس خبر کی اشاعت سے دیسی ملازمین مین سخت تشویش پھیلی ہوئی ہے کیونکہ اگر برٹش افواج کی طرف سے اسکا کوئی انتظام نہ ہوا تو انکی جان ہمیشہ معرض خطر مین رہیگی اور عجب کیا۔ اب برٹش گورنمنٹ کی آنکھ کھل جائے اور لارڈ کچنر گورنمنٹ کی اجازت سے اپنے حسب منشا ڈچون کی سرکوبی شروع کر دین کیونکہ اب ڈچون کو صلح و آشتی سے حاصل ہونیکی کوشش کرنا بالکل فضول ہے اور اگر پہلے ہی سے اسکا خیال کیا جاتا اور دشمن کی طاقت کی پروا نہ کرتے تو یہ نحوست کا دن دیکھنا ہرگز نصیب نہ ہوتا۔

برابر کی چوٹ

ابتدائے جنگ ٹرانسوال سے اب تک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ شکست و فتح کے متعلق ہم کسی کی شجاعت کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے۔ اگر کہیں ہمارے بہادروں کو شکست دیکر بھاگنا پڑا تو اسکی یا تو یہ وجہ ہوئی کہ مخالفین کی تعداد بہت بڑی تھی یا انہوں نے ایسا موقعہ اور اچانک ہماری فوج کو گھیر لیا کہ پولیٹکل مصلحت سے انہوں نے پیشتر کبھی اسکا خیال نہ کیا۔ اور یہی حال ڈچوں کی شکست کا بھی ہوا۔ آلات حرب کی کمی اور قلت تعداد کے باعث وہ اکثر ہمارے بہادروں کی دھواں دھار توپوں کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ لیکن دریائے فش پر جو لڑائی ہوئی اوس سے ہمارے بہادروں کی شجاعت اور ڈچوں کی کم طاقتی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ یہ مقابلہ کھلے میدان میں ہوا اور دونوں طرف تعداد بھی بالکل برابر تھی یعنی ہمارے پورے تین سو انگریز اور تین ہی سو ڈچ بھی تھے اسلئے اپنی شجاعت کے کرتب دکھانیکا ہر سپاہی کو بہت اچھا موقعہ ملگیا تھا۔ اور مقابلہ بھی پورے گھنٹہ تک رہا۔ ڈچوں نے ہمارے بہادروں پر غالب ہونے کی کوشش میں کوئی بات اوٹھا نہیں رکھی مگر بھلا انگریز بہادر برابر کی چوٹ میں کبھی دبنے والے ہیں۔ ڈچوں نے پہلے پہل تو وہ زور باندھا کہ گویا میدان مار ہی لینگے۔ لیکن ہمارے شیروں کے مقابلہ میں بھیڑ سے زیادہ اونکی وقعت نہ تھی بعد چند ہی حملوں میں انہوں نے اپنی کم طاقتی کا ثبوت دینا شروع کیا۔ آخر لڑائی کا یہی نتیجہ ہوا جسکی ہمارے ہر ایک بہادر دل سپاہیوں کو امید تھی۔ ڈچوں نے میدان سے بھاگ کر پہاڑیوں میں چھپنے کی کوشش کی۔ لیکن ہمارے بہادروں نے آخر تک انکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور تمام مورچوں کو اپنے قبضہ تصرف میں کر لیا۔ اس مقابلہ میں جنرل بلر صاحب بالقابہ کے مغز میں ہندوستان کی ہوا نے کھیل کود کا بہت شوق پیدا کر دیا تھا کام کر گئے۔

یہ کسیطرح نہیں مانتے

ٹرانسوال کی لڑائی بھی تاریخ کے صفحہ پر ایک بہت بڑی یادگار رہیگی۔ زمانہ سابق کی تمام تاریخوں کی ورق گردانی کیجئے تو کہیں اسکی نظیر نظر نہ آئیگی۔ مٹھی بھر باغیوں کا ایسی بڑی سلطنت کے مقابلہ میں اڑے رہنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو پولیٹکل ماہر نظر کر سکیں۔ ابتدائے جنگ کے وقت ہمارے انگریز مدبروں کو اس بات کا گمان بھی ہوگا کہ یہ لڑائی اسقدر طول پکڑیگی اور غضب تو یہ ہے کہ ان نامعقول کا تھوڑی دیر کیلئے گر مسکین کے ہاتھ خاموش ہو جانا ہماری شکستہ امیدوں کو سہارا دیتا ہے لیکن پھر یہ کمبخت ایک آدھ ایسا نیا رنگ پیدا کرتے ہیں کہ کامیابی کی ساری امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ لارڈ رابرٹس نے جب متواتر کامیابیوں کا ڈنکا بجایا تھا اوس وقت یہ کون کہہ سکتا تھا کہ اب تک انجام جنگ میں کوئی دیر باقی ہے۔ ہمارے پولیٹکل مدبروں کو بھی اسبات کا یقین ہو گیا تھا کہ اب ہمنے میدان مار لیا۔ اور لارڈ رابرٹس نے بھی باغیوں کا جوش کم ہو جانے پر ٹرانسوال میں زیادہ قیام کرنا مناسب سمجھکر لندن کی طرف کوچ بجا دیا۔ لیکن ٹرانسوال کی زمین انکی نظر سے غائب بھی ہونے پائی تھی کہ پھر ڈچوں کی شورش نے زور کیا۔ اور دو تین ایسے زبردست حملے کئے کہ ہمارے بہادروں کے دلوں سے کامیابی کا خیال بہا لے گیا گو ہمارا انہیں کسی مقابلہ میں فتح نصیب ہی نہیں ہوئی تھی لارڈ کچنر کی جان توڑ کوششوں نے اونکا زعم میں بہر ڈچوں کے جنون کو ٹھنڈا کر دیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اور ٹرکی کے مال سے اور نکلا ہیں کسیطرح اونکا قلع نہیں آتا۔ کیپ کالونی میں انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تھا لیکن اب سنا جاتا ہے کہ پھر انہوں نے کیپ کالونی کے بیچوں بیچ اودھم مچانا شروع کی ہے۔ اور [illegible] سے [illegible] صاف کیا۔ اگر لڑائی کا یہی حال رہا تو ہمارے بہادر فوج وہاں [illegible] ہو سکتی رہیگی۔

ہندی مسلمانوں کی عالی ہمتی

چندہ حجاز ریلوے

نام	مقام	رقم	معرفت
محمد شفیع اللہ صاحب انسپکٹر سروے	اروی	[illegible]	
عبد الکریم صاحب [illegible]	کامٹی	[illegible]	
حیدر خان صاحب	[illegible]	[illegible]	قاضی [illegible]
حافظ دوست محمد صاحب دکاندار	″	[illegible]	[illegible] ″
بھکوڑی خانصاحب	[illegible]	[illegible]	مولوی [illegible]
نعمت خان صاحب	پٹنہ	[illegible]	″
شیر خان صاحب	″	۸	″
مہیر خان صاحب	″	۸	″
امیر خانصاحب مرحوم	″	[illegible]	″
نصیر خان صاحب	″	۸	″
یسین خان صاحب	″	[illegible]	″
محمد موسیٰ صاحب	″	[illegible]	″
محمد عمر صاحب	گیا	۲	″
معماۃ زہرہ بنت	″	۲	″
چندہ صاحب	″	۲	″
جعفر علی صاحب	″	۲	″
شاہ علی صاحب مرحوم	[illegible]	۱۲	″
ایک نامعلوم	گیا	۱۲	″

میزان	[illegible]
رقم سابقہ	[illegible]
میزان کل	[illegible]

ہندوستان آخر زرخیز ہی ہے

یون تو ہندوستان آجکل مصیبتون کی ایسی بوچھار ہو رہی ہے کہ ان کے بار گران سے بیچارہ رونا یا کبھی یہ نکل گیا لیکن ہماری گورنمنٹ کے حق مین یہ ملک ہمیشہ زرخیز ہی ثابت ہوا۔ ایام قحط مین غریب ہندوستانیون کو جن تکلیفون کا سامنا ہوا انکے بیان سے کلیجہ کانپتا ہے۔ ہزارہا آدمی اس قحط کے مارے خاک مین مل گئے رہی ہدم بچے بے شمار لیسے بچون کی مصیبتین نہ دیکھی گئین انہون نے یا تو اپنے پیارے بچون کو ذبح کرکے کھا گئے دن کے بیچ ملکہ امت بیٹے کے لیے رہا کرو یا زیادہ محبت کے جوش کرکے ذلیل عقائد پر غلبہ پایا تو انہیں عیسائی پادریون کے حوالہ کر دیا جن کرده کو نسی تکلیف وحشیانہ کار روائی اور بیچارون کو نہ ہوتی تھی جنکا ذکر ایام قحط مین منظر بختنا پڑا ہو لیکن ہماری گورنمنٹ کہان سے کیا واسطہ خدا انکی کفایت شعاری کو سلامت رکھے کہ اسکی بدولت خزانہ مین کوئی کمی نہیں آئی بلکہ روز افزون ترقی ہی ہوتی ہے۔ اور یہی ہوشیار منتظم ہے پر مستقلین بڑا فخر و ناز کرتے ہین چنانچہ ہندوستان کا بجٹ پیش کرتے ہوئے ہندوستان کے سکرٹری آف سٹیٹ لارڈ جارج ہملٹن نے بڑے ناز کیساتھ بیان کیا کہ فتح ہندوستان سے اب تک کسی سکرٹری کے زمانہ مین ہندوستان کی آمد سے اسقدر بچت نہ ہوئی تھی جیسی کہ میرے زمانہ مین ہوئی اور باوجود یکہ خشکسالی نے غریب ہندوستانیون کا کچومر نکال دیا لیکن ہماری کفایت شعاری کی پالیسی نے ہمارے خزانہ پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔ بلکہ اگلے سالون کی نسبت زیادہ آمدنی ہوئی۔ سخت تعجب کی بات ہے کہ اعلی درجہ کی تہذیب اور انسانی ہمدردی کا دعوی کرنے والے اہل انگلستان رعایا ہند کی تکالیف پر رنج و افسوس ظاہر کرنے کی بجائے اپنے خزانہ کی بھرتی پر ناز اور خوشی ظاہر کرین۔ ہم نہین خیال کر سکتے کہ انگلینڈ کا کونسا آزاد منش اخبار لارڈ موصوف کی تقریر سے ہمدردی ظاہر کریگا۔

لگے مزاج بہکنے

کونٹ والڈرسی نے معاملہ چین مین ناموری کیا حاصل کی کہ اون کے دماغ حضرت مسیح کی ملاقات کیلئے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ اور پھر جرمنی گورنمنٹ کی قدردانی نے تو انکے مزاج اور بہکا دئے۔ یہ جانتے ہین کہ ہمنی جو عزت وقعت چین کی لاینحل گتھی سلجھانے مین حاصل کی وہ آجتک کسیکو نصیب ہی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ ایسا عالیہ دماغی کا کام کسی سے اب تک وقوع مین آیا تھا۔ جرمنی کے اہل قومی خیر خواہی کے صلہ مین انکی جو ضیافتین کرتے ہین ان مین کونٹ مذکور کو اسپیچ کا جو موقعہ ملتا ہے ان مین بڑی بڑی شیخیان ہانکتے ہین۔ اور گورنمنٹ پر اپنا احسان جتانے کیلئے کہ جنگ چین مین جہان دوسری طاقتونکے دامن عزت پر دھبا آیا۔ وہان جرمنی کی دستعت سکہ دو ہر جگہی اور اونپر اچھی طرح ثابت ہوا کہ جرمنی کا ایک افسر اپنی عالیہ دماغی سے جو کام نکال سکتا ہے وہ تمام یورپ کی فوجین اپنی قوت بازو سے نہیں نکال سکتین۔ خوشامدی ٹٹو تو انکی شیخیون پر واہ واہ کا شور مچاتے ہین۔ اور خدا جانے اس مشترک کامیابی کو جرمنی کتنی بڑی فتح تصور کرتی ہین کہ تمام یورپ کی طاقتین انکی نظرون مین ہیچ ہوگئین لیکن انصاف پسند طبیعتین اچھی طرح سمجھتی ہین کہ جرمنی کے لئے یہ کامیابی کوئی فخر کی بات نہین بلکہ اسپر ناز کرنا جرمنی کی تنگ حوصلگی پر دلالت کرتا ہے۔ آزاد منش اخبارات جرمنی کو کونٹ مذکور کی ڈینگین بہت ناگوار معلوم ہوتین۔ اور بجائے اسکے کہ انکی حسن خدمات کی تعریفون سے اپنے اخبارات کو آراستہ کرتے۔ انکی شیخی آمیز سپیچون کی سخت مخالفت کر رہے ہین۔ اور واقعی بات بھی یہی ہے کیونکہ ہم نہین سمجھ سکتے کہ آخر اس لڑائی مین دوسری طاقتون کے دامن عزت پر کیون دھبہ لگا اور جرمنی کو نہین لگنی

وفاداری کا یقین ہو چلا

انیسوین صدی تو بد قسمت ہندوستانیون کیلئے خدا کا قہر ہوکے اُتری تہی سلطنت دہلی تہہ سر جاتی ہی تو اسکا کوئی غم نہین کیونکہ خدا نے ایسے حاکم کو ان پر مسلط کیا جن کے عہد سلطنت مین ہر جگہ امن وامان کی صورت نظر آنے لگی سلسلہ طوائف الملوکی کے جن جھگڑون نے انکی جان اور مال کو خطرہ مین ڈال رکھا تھا اس سے نجات ہو گئی۔ لیکن افسوس تو اس بات کا ہے سلطنت ہاتھ سے جانیکے بعد بھی بد قسمتی نے انکا ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ تہذیب دیسی ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھے جانے لگے اور انکی طرف سے گورنمنٹ کا اسقدر بدظنی ہوگئی کہ ہزارون وفاداری کے ثبوت دئے مگر اسکی بدگمانی رفع نہ ہوئی۔ گورنمنٹ ہمیشہ دلیسیون سے کھٹکتی رہی اور یہی خیال رہا کہ غدر کی یادگار ہین یہ کوئی اور بغاوت نہ کر بیٹھین باوجود کہ ہتہیار کے انہین بالکل تہیدست و بیکار نہلا اور اسقدر قابل بھی نہ رکھا کہ کوئی دشمن حملہ کر بیٹھے تو یہ اپنی جان ہی بچا سکین لیکن یہ شبہ دور نہوا۔ کہ بیوفائی جو تہذیب دلیسیون کی گھٹی مین پڑی ہوئی ہے اور برٹش گورنمنٹ کا یہ شبہ دور ہوتا تو کیونکر۔ پارلیمنٹ کے ممبر دیکھو انگلینڈ مین بیٹھے ہندوستانیون کی سچی حالتون کا ذاتی اندازہ تو ہو نہین سکتا۔ یہان کے وائسرائے نے جو رپورٹ لکھی اسکو صدقنا کہکر مان لیا۔ اور دلیسیون کا نام ہمیشہ کے لئے بیوفاؤن کے دفتر مین شامل کر دیا۔ مگر خدا لارڈ کرزن کا بھلا کرے کہ انہون نے پارلیمنٹ کو ہندوستانیون کی وفاداری کا یقین دلایا۔ اور اگرچہ ہندوستانی ہمیشہ سے وفاداری کی طرح رہے لیکن انہین وفادار بنانیکی عزت کا تاج لارڈ موصوف ہی کے سر پر رکھا گیا۔ چنانچہ لارڈ جارج ہملٹن نے ہوس آف کامنز مین بیان کیا کہ لارڈ کرزن کی موثر و بلیغ سپیچون نے رعایا ہند کو برٹش گورنمنٹ کا دلدادہ و شیدا بنا دیا۔

... کیطرف سے معاملہ صلح کیلئے اپنا وکیل بنایا تہا۔

خدا حامی و مددگار ہو

عیسائی سلطنتوں نے حکومت ترکی سے کچھ ایسا عناد اور بالبغض و حسد ہو گیا ہو کہ اسکی ذرا ذرا سی بات کی جانچ پڑتال ہوتی ہے - یہ سلطنتیں اپنے وقت پر جو چاہیں اختیار کر جاتی ہیں - انکو کوئی بھی نہیں پوچھتا - کہ تمہاری یہ کارروائی باہمی معاہدہ کو توڑ رہی ہو اور ترکی حکومت کے ہر کام میں دخل بیجا کرنیکو مستعد - بھلا انسے کوئی یہ پوچھے کہ کسی غیر سلطنت کے امور مملکت میں مداخلت کرنیکا تمہیں کیا اختیار ہے - جب دیکھئے - مذہبی ہمدردی کیلئے تیار ہو جاتے ہیں عیسائی باغی اپنے امکان بھر ترکی سلطنت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں - اور انکی بغاوت کے انسداد کی کوئی تدبیر کی گئی کہ تمام عیسائی سلطنتیں ہائے واویلا شروع کر دیتی ہیں کہ ہائے ہم مذہبوں پر بیجا جبر و تعدی ہو رہی ہے - شفاعت عیسوی کے امیدوار تم بخشوانے کو میدان میں کود پڑیں - کریٹ والوں کا حال تو دیکھ ہی چکے کہ وہاں کے کمبخت عیسائی باغیوں نے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم کئے - اور جب ترکی گورنمنٹ نے انکی خبر گیری شروع کی تو تمام عیسائی سلطنتیں باغیوں کی حمایت کیلئے مستعد ہو گئیں - بھلا یہ انصاف ہے یا نہیں کہ ترکی سلطنت امور مملکت کے انتظام کی بھی مجاز نہیں ہے - اس سے تو باغی اور شیر ہو جاتے ہیں - اور ایسا ہوا بھی - چنانچہ اسکے بعد دیکھا گیا کہ ترکی سلطنت کے مختلف حصوں میں باغیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور انکی گوشمالی میں سلطنت کو بڑی بڑی دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا - اور اگر عیسائی سلطنتوں کو ترکوں سے ایسی ہی عداوت ہے تو ہمیشہ کیلئے اسکا فیصلہ ہی کیوں نہیں کر لیتے - کہ اور کچھ نہیں تو آئے دن کا جھگڑا تو باقی نہ رہیگا - ترکی فوج جو شہر شامیں سے باغیوں کی خدمت کی تو لارڈ ذریک ہاؤس آف کامنز میں فرماتے ہیں کہ

کوئی اونچ نیچ نہ نکل آئے

صلح چین کے کئی مرتبہ فیصلے ہوتے ہوتے رہ گئے - ہمارا ذہن اسقدر بدظن کر دیا ہے کہ ہمیں کسیطرح اسباب تاخیر نہیں آتا کہ اب واقعی اسکا تصفیہ ہو ہی جائیگا - انگلنڈ و روس کے باہمی مجادلہ کا فیصلہ ہونے کے بعد کسے یہ خیال تھا کہ کوئی ایسی بات نکل آئیگی جس سے یہ معاملہ پھر کھٹائی میں پڑ جائیگا - صلحنامہ پر دستخط ہونیکی تاریخ بھی مقرر ہو چکی تھی مگر ایک روز آ گئے ہماری دوراندیش گورنمنٹ نے کوئی ایسی پخ نکال دی کہ دستخط و دستخط یونہی دھرے رہ گئے - اور اب کیفیت تک کوئی نتیجہ نہ نکلا - اصل پوچھئے تو اس معاملہ میں سب سے بڑی ڈھیل ڈھال ہماری گورنمنٹ ہی کی جانب سے ہوئی اور یہ بیوجہ بھی نہیں ہے کیونکہ ہمیں اسبات کا بڑا کھٹکا ہے کہ اگر اس معاہدہ میں کوئی بات رہ گئی ہے اور دول یورپ کو پوری طور سے آزادی دیگئی تو جاوداں وہ اسکے کہ وہ سلطنت چین کے حصے بخرے کر ڈالیں گے اور ہمسے مشورہ تک نہ لیں گے دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہاں جو کچھ ہمارے مقبوضات میں وہ بھی غیر مامون ہو جائیں گے - اور ہماری تجارت کو سخت نقصان پہونچیگا ایسی صورت میں ہماری گورنمنٹ کو ہر طرح سے پیشبندی کر لی چاہئے مچل کسٹمس کی تقرری کے متعلق جو شرط دول یورپ نے درج معاہدہ کی ہے یہ برٹش گورنمنٹ کے منشا کے خلاف تھی - اور ہفتہ بھر اسی پر بحث ہوتی رہی کہ یہ شرط واپس لینی چاہئے اور جب اسبات کا فیصلہ ہو گیا تو اب یہ سنا جاتا ہے کہ بہت جلد معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے لیکن ہمیں کسیطرح یقین نہیں آتا کیونکہ اندیشہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی باری ہو گئی تو اب دوسری کوئی بات نہ نکالی کیونکہ ایسی دو سلطنتیں ہیں جنکی بات کا بٹ وا دشوار ہے اور انکی تحقیقات کی موجودگی میں اس معاملہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا -

بڑی بیہودہ حرکت کی

جسکی ذات سے قوم اور سلطنت کو کوئی فائدہ پہونچتا ہے اسکی یادگار میں سنگین بت اسلئے قائم کئے جاتے ہیں کہ آئندہ نسلیں انکے بتوں کو بہت عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھکر قومی بہبودی اور خیرخواہی کا اس سے سبق حاصل کریں - ہماری متوفیہ ملکہ وکٹوریہ کی ذات سے رعایا اور سلطنت کو جو جو فوائد حاصل ہوئے اسکا شمار حد امکان سے باہر ہے اور نہ ہم اسکے بیان کی ضرورت دیکھتے ہیں ایسے چشمہ فیض کے یادگاری بت سے کوئی شہر اور کوئی مقام خالی نہیں ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں اسکی عزت و وقعت کیجاتی ہے وہاں کوئی شریر النفس ایسا بھی پیدا ہو جاتا ہے جو اپنی شرارت کا نشان اس پتھر کے بت پر گرا دیتا ہے - بمبئی میں کوئنس روڈ پر جو حضور کے بت کی جو بیحرمتی کیگئی وہ ظاہر ہی ہے اور آجتک یقینی طور پر اسبات کا پتہ نہ لگا کہ کس کمبخت کے ناپاک ہاتھوں سے گستاخی وقوع میں آئی تھی - اسوقت تو خیر ملکہ موصوفہ زندہ تھیں - لیکن دیکھئے انتقال کے بعد انکی یادگار کے ساتھ ایسی بیہودہ حرکت کرنیکا کسقدر بیجا اور بزدلی ہے - گورنمنٹ ماشاء نے رعایا پر کوئی جرمانہ نہیں لگایا - تو کسی نائب شیطان نے ملکہ موصوفہ کے اس بت کو تیزاب سے بگاڑ دیا جو جوبلی کی یادگار میں نصب کیا گیا تھا - اب بھلا خیال تو کیجئے کہ اس ٹیکس کے اعراض اگر بالفرض وہ سراسر ظلم آمیز ہی تو ملکہ کا کیا قصور ہے اگر وہ زندہ ہوتیں تو نظر بر یہی خیال ہو سکتا تھا کہ انکی ترغیب یا منشا سے یہ ٹیکس مقرر کر دیا گیا ہے لیکن ایسی حالت میں کہ وہ اپنی حسن خدمات اور کریمانہ کارگذاریوں کے ثبوت میں صرف انکے بتوں کو اپنی یادگار چھوڑ گئی ہیں ایسی گستاخی کرنا کسقدر بزدلی اور کمینہ پن کی حرکت ہے -

معرکہ آرائی

گرپڑا گرپڑا گرپڑا

مولانا پنچ بہادر صاحب - التسلیمات والتعلیمات مع المصافحات والمعانقات کے بعد گرپڑا گرپڑا گرپڑا اِن اِن کچھ خبر تو ہے - آج صبح صبح کیا گرپڑا - کچھ بتائیے تو بس گرپڑا گرپڑا گرپڑا - آخر گر کیا پڑا - بس بس سمجھ جاؤ - وہی گرپڑا مگر پڑا گرپڑا - پھر وہی بڑ کیا آپکی عقل گر پڑی ہے - اجی حضرت مین کہتا تو جاتا ہون گرپڑا گرپڑا - مگر آپکی سمجھ مین تو آگ بس آپ اسی پر لال بھبوکا ہوتے ہین - ذرا سی بات نہین سمجھ مین آتی - کس برتے پہ تتاپانی - بہئی تم عجیب آدمی ہو - نہ کچھ بتاتے ہو ناحق مغز چاٹے جاتے ہو - بتاتے ہو تو بتاؤ - ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ آپ خفا ہون - ذرا آگے بڑھ آئیے آپکے کان مین کہہ دون - لیجیے کہے دیتا ہون - پریشان نہ ہو جو سنئے ذرا اب آپ "پھر ذرا دور لگائی - اچھا لیجیے ہمہ تن گوش ہو جائیے - اور آگے والی نوک پکڑ کر میرے آگے کھسک آئیے - اور کان پھٹ پھٹا کر اوسکا سوراخ ادہر میرے منہ کیطرف کیجیے اور سنیئے بھئی کیا کہون آجکل کچھ سمجھ کام نہین کرتی - گرداب تعجب و حیرت مین غرق ہون - اہل دنیا کے رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھکر آئے ہوش بھی جاتے ہین - پرسون نرسون کا ذکر ہے کہ شہر کانپور کے آزاد طبع روسا دشہر خانے اکبر علی کے باغ مین جلسہ کیا اور تمام شہر کی رنڈیون کی دعوت بھی کی - بلکہ بعضون کے یہان تو سواری بھی بھیجی گئی - سب جمع ہوئین اور خوب جشن تہے - جھولے وغیرہ کا بھی انتظام کیا - اوسوقت سارا چمن غیرت باغ جنان ہو رہا تھا - ایک سے ایک بن ٹھن کر آئی تھی - کسی نے تو

پڑھلانے عشق کی سے پر قلعی کی تھی - اور کوئی نوخیز ابہرا ابہرا جوبن شق کاغذی لیمون کے اپنی جان لیوا اور اُنکے عاشق مزاجون کو لبہا رہی تھین - اور اس جلسہ مین سب ہی سن کی تھین - لڑکیان بھی - اوبھتی جوانی والیان بھی - اور وہ بھی جن کے حسن وجمال کے لطیف اجزا اپنی جگہہ جھریون کو دیکر اون کے سر کے بالون کو سفید اور نورانی بنانے مین خرچ ہو گئے ہین - ان مین حسن وجمال والیان بھی تھین - وہ بھی جن کو یہ دولت نیچر کے ہاتہون سے مطلق نہین ملی - اور وہ بھی تھین جو معمولی صورت شکل کی ہوتی ہین - مگر ہائے جوانی کا سن بھی کیا سن ہوتا ہے سہ پری ہر شکل گوری کی نرالی معلوم ہوتی ہے ؛ جوانی جس کسیکی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے + اس وقت انمین سے بعض بعض کی وہ حرکتین جن مین آئی ہوئی جوانی کی اُمنگین اور جانیوالے لڑکپن کا الہڑپن ملا ہوا ہے غضب ہی ڈھا رہی تھین - اسے توبہ تھین ہین عجب لطف دکھا رہی تہین - اور ہر حرکت مین ایک ادا ٹپکتی تھی سہ سر سے پانک ایک ادا مستانہ ہی چھائی ہوئی ؛ اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی اُف - وہ پیارا پیارا چاند سا چہرہ اور سہر چیچک کے کچھ مٹے مٹے داغ بعینہ وہی بہار دکھاتے تہے جو صبح ہوتے وقت آسمان پر جھلملاتے ہوئے تارے - کوئی چلبلا دل کسی مرد کے پہلو مین رکھ بغیر اسکے کہ گردن اوٹھا کر للچائی ہوئی نظر سے ایک مرتبہ نہ جھانک سکے ممکن ہی نہین چپ بیٹھ سکے - ایسا دلغریب منظر تھا کہ بھیا پنچ میری منہ مین تو پانی بھر آیا - اور اس ادا کے ساتھ سینہ پر سے دوپٹہ گھڑی گھڑی ہٹ جاتا تھا کہ کوئی ہٹا ہٹا دیتا ہے سہ کہین بھی ایک کا دو سرکشون سے زور چلتا ہے ؛ دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو

کب سنبھلتا ہے + ادہر ہوا کے جھونکے نے دوپٹہ ہٹا پایا - ادہر دست درازیان ہونے لگین - ایک تو جوانی کا عالم - دوسرے فصل بہار کے ایام اور سونے مین سہاگا ہو گیا - اور کچھ رنگ رلیان الہڑ پن کی اُدہر اپنی اٹکھیلیون بھری چالون سے کبک دری کو خجل کر رہی تھین سہ وہ یکا یک باغ مین پہنچے جو جو اٹھلاتے ہوئے ؛ کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوئے ؛ اور کبھی وہ چہا چہ چہزون کی آوازین قیامت کا دم بند کر رہی تہین - اور اون کے وہ پھول کے رخسارے سے غنچے بارش کی مینہ تابوندین سے اور ہوا کے بے تحاشا جھونکون سے ٹہنیون نے گردن اور گلون نے سر جھکایا تھا - اور کوئی باغون کی روش پر چہل قدمی کر رہا تھا - کوئی اپنے نازک نازک ہاتہون سے درختون کی ٹہنیان جھکا کر پھول پھل توڑ رہا تھا - چارون طرف گھنگور گھٹا چھائی ہوئی تھی - ٹھنڈی ٹھنڈی پھوارین پڑ رہی تھین - تمام عاشق مزاج اپنے اپنے فرضی معشوقون کو جھولا جھلا رہے تہے - اور باری باری سے یار لوگون نے اپنی اپنی بغلین گرم کین اور جب سب جھولے پر جا بیٹھے - اور پھر چھیڑ چھاڑ و بوس و کنار بہی اور اوسکے جواب مین ادہر سے ناز و انداز بہی - اور گھڑی گھڑی کہا جاتا تھا کچھ فرمائیے غرض کہ گانا شروع ہوا - جھولا جھلانے کے لیے ایک شخص تختہ کے اِس سرے پر اور دوسرا اوس سرے پر کھڑا ہو کر پینگ مارتا تھا - خوب سُریلی آوازون مین بارہ ماسہ گایا گیا - الغرض یار لوگ خوب لطف اوٹھا رہے تہے - اور اس شعر کو بڑے مزے مین پڑھتے تہے سہ صحن چمن ہے یار ہے فصل بہار ہے ؛ ساقی شتاب آکہ ترا انتظار ہے ؛ کہ بس گرپڑا گرپڑا گرپڑا - پھر وہی بڑ لگائی - اتنا بک گئے مگر ابتک یہ نہ معلوم ہوا کہ کون گرپڑا - بھائی تمہاری

جہالت نے تو پریشان کر دیا۔ لطف تو یار لوگوں نے اوڑایا۔ اور گرگرن پڑا۔" آپ" اچھا صاحب سنو ٹھیک ٹھیک بیان کئے دیتا ہوں۔ جھولے صرف دو ہی تھے۔ اور جھولنے والیاں کم سے (۴۰) اور فی کوڑی۔ دو دو جھولتے جھولتے چار چار کا نمبر جھونے لگا۔ لو کہ درخت بھی ایسا کمزور تھا اور رسّا ایسا بیشرم۔ مگر تم سمجھو آٹھ آٹھ کا بوجھ۔ اور پھر ان کے ساتھ ایک ایک شیطان۔ جو کہ روز ازل سے اونکا ملازم بنا دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کے ایک لاکھوں من گناہوں کا! بھلا درختوں کی ڈالیں کہاں تک بوجھ اوٹھا سکتیں۔ ناگہان ڈال چرچرائی اور چراراراد ہم۔ جھولا گر پڑا۔ کپڑے کیچڑ سے خوب لت پت ہو گئے۔ اور سارا نکھرنا دھرنا ... میں گھس گیا۔ ایک دوسرے پر خوب قہقہے لگاتے تھے اور تالیاں پیٹتے تھے۔

بمبئی پنچ بہادر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کل شرم و رم سب بالائے طاق ہو گئی ہے۔ ایسی بیشرمی پر کمر باندھی ہے کہ اپنے ہمسنوں میں بیٹھکر لاف ہمسری لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمنے فلان کو کیا اور فلان کو رکھا۔ ان بیشرموں سے کوئی یہ پوچھے کہ گھر کی کلفیا تو بھرتی نہیں باہر کے گڑھے بھرنے چلے ہیں۔ گھر میں کوئی اور ڈورے ڈالتے ہیں آپکو کچھ خبر نہیں۔ شرم شرم۔ خدا انکا منہ ... لا کرے۔ مگر بمبئی یہ بات ضرور ہے کہ اللہ میاں بھی ایسوں کو دنیا ہی میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور قیامت میں تو دوزخ کے کندے ہوئینگے ہی۔

اُس روز مجھکے چوٹ آئی۔ چار تو رنڈیوں کے اور دو ہمارے یار لوگوں میں سے عیاشی کرنیکا بچے۔ مگر بچہ یاد تو کرتے ہونگے۔ ہات تمہارے رنڈی بازوں کی دم میں ...۔ وہ۔

الراقم تیز طبع ای۔ آر۔ کے۔ د۔ ا، از کانپور

قلابازی کھا گئے

حضرت عشق نے کیا کیا ستم ایجاد کئے
دل ہزاروں ہدف ناوک بیداد کئے

اللہ میاں حضرت عشق کے پنجے سے سبکو بچائے یہ وہ مصیبت ہیں کہ جسکی انہوں نے چوٹی باندھ دی وہ گیا دونوں جہان سے۔ یہانتک کہ کچھ عرصہ میں وہ مثل ہو جاتی ہے کہ "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے رہے" جس جگہ پر پہنچ گئے بس پھر کیا ہے۔ وہان تو وہ ہول گڑ گڑ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اوسپر خوبی یہ کہ نہ تو آپکے دل میں انصاف ہے اور نہ رحم سو کسی عاشق پر جیسے بیرحم ہے کرم آپنے کیا۔ قیس و فرہاد پر کیا کیا نہ ستم اسنے کیا۔ ایک بار سانپ کا ڈسا ہوا تو آنکھیں ملتا ہوا اوٹھ ہی بیٹھے۔ مگر ان حضرت کی جسپر نظر شفقت ہوئی بس سمجھ لیجئے کہ اب آگیا اوسکے واسطے پیام اجل۔ آپ لاکھ دوا دارو کریں مگر پھر وہ چنگے نہیں ہوتے۔ غرض اونکی حالت تو جب ایسے ہو جاتی ہے سو مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اور پھر خدا کے فضل سے جہالت کا عشق تو سب سے ہی نرالا ہوتا ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ آہ کریں اور نہ واہ۔ جب دل میں آیا معشوق کے گھر کے چوں بچے کے اندر داخل ہیں اونہیں یہ پرواہ نہیں کہ عزت جائیگی یا رہیگی۔ انہیں تو لٹنے چھپانے سے کام۔

ابھی ایک واقعہ بھروٹی ضلع اٹاوہ میں ہو گیا۔ جو تمام میں مشہور ہے کہ ایک عورت پر دس پانچ گذارا کرتے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ رقابت کا تو معاملہ بُرا ہوتا ہی ہے۔ ایک پاسی جس میں پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہیں جیتے جیتے اور اس عورت سے مزے اوڑاتے تھے۔ اسی درمیان میں تین شخص اور ہو چکے۔ بھلا ان وحشیوں و دہاتیوں کو اتنی تاب کہاں کہ مال ہمارا اور مزے اوڑائیں یار لوگ۔ فوراً ہی تو اپنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ پھر کیا تھا ہونے لگا لٹھ پونگا۔ وہ قلابازی کھا گئے۔ رہے ایک وہ بیچارے تمام عمر تو امان مانگے امان کریں گے۔

دیکھا آپنے یہ حضرت عشق کی نیرنگیاں ہیں سو

ہر جگہ چال نئی طور سے چلتا ہے یہ
سو سو انداز کے بہروپ بدلتا ہے یہ

اب وہ دو تو بیچارے اس جہان سے بالکل ہی چل بسے۔ ایک باقی بچے ہے۔ وہ سپتال میں سنبھالے لے رہے ہیں۔ اور کوئی دم کے مہمان معلوم ہوتے ہیں۔ آگے اونکی تقدیر۔ ہان اب سمجھ لیجئے کہ قاتلوں کی کیا حالت ہوگی؟

افسوس اس وقت تو بعینہ یہ حالت ہو گئی

ع۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے رہے

اسی طرح کا ایک اور واقعہ اٹاوہ میں ہو گیا تھا۔ اور شہر میں یہ مشہور تھا کہ قاتل نے ایک رنڈی کے عشق میں اپنی بھابجی کو قتل کیا۔ اور اوسکا زیور اوتار لیا۔ اور یہ مقدمہ ۲۰ جولائی بروز شنبہ کو عدالت سشن جج میں فیصل ہوا مگر بوجہ نہ پہنچنے کافی ثبوت کے ملزم چھوڑ دیا گیا۔

ایسے ایسے دردناک واقعات بھی سنکر اگر کوئی نصیحت نہ حاصل کرے۔ اور حضرت عشق کو دور ہی سے نہ سلام کرے تو آخر سمجھ لے کہ میرا بھی وہی انجام ہوگا ؎

عشق کا رنج ہر اک غم سے جدا ہوتا ہے
عشق بھولے سے نکرنا یہ برا ہوتا ہے

الراقم

وہی اچھا ہے بُرا جسنے اسے جانا ہے
اسکے پھندے میں جو پھنسا ہے وہ دیوانہ ہے

تبلیغی مقدمہ

ایک حاسد عیسائی کی کرتوت

زنا کروانیکا عیسائن جھوٹا ثبوت

مسٹر ایڈیٹر بی۔ پنچ بہادر السلام علیکم - یوں تو ہزاروں دیسی - ولایتی - ہندو مسلمان - چھپنے چھپی کابونز کی لیڈیاں - تو ہ لیڈیاں - دیکھی ہونگی مگر ایسی مہذب لیڈی مشن کی تعلیمیافتہ مس میری کی سی جو قوم کی ڈومری (کنجڑی) تھی - جسکا پیشہ گھاگھ گانا وکسب کرانا زیادہ ہے - دنیا کے پردہ پر نہ دیکھی ہوگی س؎ فرمیسی اگر مسبکر رود ؛ چون بلا پیچونہ خرابشد ؛ از خر گرگ زادہ گرگ شود ؛ جس نے اپنے خاوند کی خاطر سے ایک مسلمان کو جو اسکے خاوند کا دشمن تھا قید میں ڈلنے اور عزت آبرو مٹانے کے واسطے اپنی عفت و حرمت کو شرمناک حیاؤں سے سر اجلاس گندہ پانی کی طرح بہادینے میں کچھ بھی دریغ نہ کیا - پیشتر اسنے اپنے خاوند پر دعوی کیا تھا کہ اسنے ایک ہندو دان کے سبب جو اسکی آشنا ہے مجھکو مار کر نکال دیا ہے - اور اسی مارسے میرے مردہ لڑکا پیدا ہوا - اور مجھکو عیسائیوں سے گھسیڑا تاکہ میں برہنہ ہو گئی - جس سے میری عفت میں خلل آیا - اور مجھے کہتا ہے کہ تجھکو کیون لحاپنی ماں کو رکھوں - یہ مقدمہ چلنے دیا تھا - مگر اوس کے خاوند روبٹ نے جو وہ بھی قوم کا ڈومرا اور جتا الف کا رشتہ دار تھا گورنمنٹ نینی تال میں سپر وائزر (چودھری) تھا - اس کی بدعنوانیوں اور بیجا حرکتوں سے اسکا تنزل ہوگیا اور منشی محمود شاہ خان جو پنشنر جنٹ المنشی ہیں - مقرر ہو گئے - اسکو از حد دشمنی تھی اپنی جورو کو راضی کرکے کہلا دیا کہ یہ دعوی جیسے میر منشی محمود شاہ خان کے ورغلانے سے اپنے خاوند پر کیا تھا - عرضی بھی منشی مذکور نے تحریر کردی تھی - مجھ سے ورغلا کر دستخط کرائے - میں اپنے خاوند کی رضامندی سے اپنی ماں کے یہاں جو کو نسلا گھسیاری ہے آئی تھی میرے لڑکا پیدا ہونیسے آٹھ دن بعد منشی آیا - اور مجھے کہا کہ تو کیوں ایسے غریب آدمی کے یہاں جائیگی - جو میرا ایکہزار روپے کا قرضدار ہے - اور مجھکو شراب پلائی - مجھ سے کہا کہ یہ دوا اسکے پینے سے تیرا پیٹ صاف ہو جائیگا - اور مجھپر زنا کی - اور کئی ہفتہ تک کرتا رہا - مجھسے کہا کہ تجھکو رامپور کے امیر کے یہاں بھیجدونگا جب میرے خاوند نے مجھکو واپس آنیکا - اور مال کا نوٹس دیا - تو منشی نے کہا کہ یہ مال مجھکو دیدے - میں رکھ لوں - میں نے دیدیا - جب میں گورنمنٹ سے حسب درخواست اسکی نکالی گئی - میرا مال مجھکو نہیں دیا - مال ولایتی سونے چاندی کی گھڑیاں و ولایتی زیور تھا - عدالت سے حکم مال کا دعوی کرنے کا ہوا - ۱۶ مارچ کو رابٹ اور میری نے یکدم دو دعوے دائر کرڈالے - رابٹ نے کہا کہ میری بی بی لڑکا جننے کی وجہ سے اپنی ماں کے یہاں گئی تھی - میں لینے کو گیا تو نہیں آئی - پھر میں نے مال کا اور اسکا اپنے پاس کو نوٹس دیا - تب بھی نہیں آئی جب اسنے عدالت میں اظہار کیا تو معلوم ہوا کہ محمود شاہ خان نے میری بی بی سے زنا کی - اور اسکو روک لیا ملزم اسکو میری بیاہتا بی بی جانتا تھا - بسبب دفعہ ۴۹۷ و ۴۹۸ سزا دلا پاؤں - ملزم کے نام وارنٹ گرفتاری جاری [illegible]ری کے لئے حسب دفعہ ۲۱۴ دعوی کرکے وارنٹ جاری کرادیا - ملزم گرفتار ہو کر ضمانت پر رہا ہوا - اور مقدمہ بہت زور شور کے ساتھ چلنا شروع ہوا - میمصاحب کے زنا کرانے کے وقت کے ماں بھائی کے علاوہ اور بہت سے ہندو مسلمان گواہ تھے (واہ میمصاحب اچھا زنا کرایا - کیا گواہوں کو بلایا تھا کہ میں زنا کراتی ہوں عند الضرورت تم گواہ رہنا -) تمام ہندو کالا کہاں کے اور کچھ مسلمان اور سب عیسائی ایکطرف تھے - اور محمود شاہ خان اور اوسکا ایک دوست اور دو بھائی ایکطرف تھے اور فضل الہی ایکطرف تھا - ہندوؤں نے فضول غیر مذہب والوں کے جھگڑے میں اپنے دہرم کو فحش باتوں میں استعمال کیا - بھلا ہندوؤں کو بھی ایک رنجش اور تعصب تھا - مگر وائے بر حال اسلامیان جنہوں نے ایک کلمہ گو معزز شخص کے اوپر کو فیانہ کمر باندھکر اپنے دین کے متعصب کا ساتھ دیا - اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا بھی خیال نکیا اور محض جھوٹا حلف اٹھایا - اس مقدمہ کا بانی جانی ایک معزز مسلمان بابو تھا - جسکا نام ہمارے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا معافی مانگتا ہے کہ لوگ تھوکیں گے - عیسائی مدعی ہونیسے یہ مقدمہ ہر طرح سے بشکل تثلیث نظر آتا تھا - ایک شخص پر ۳ دفعہ کا جرم - مدعی بھی تین شخص - ماں - بیٹی اور خاوند - وکیل بھی دونوں طرف سے تین تین تھے غرض ہر طرح سے تین تیرہ نظر آتا تھا - مجرم کیطرف سے علاوہ دیسی گواہوں کے بڑے بڑے یورپین عہدہ دار تھے - لیکن وہ بھی تین تھے - وہیں جناب اسسٹنٹ ڈپٹی اجیٹن جنرل صاحب بہادر ڈلہیت میجر کیک وچہر صاحب بہادر چکروتہ - کپتان نارمن صاحب بہادر سٹیشن سٹاف افسر نینی تال جنہوں نے منشی اور رابٹ کی قدیمانہ عداوت اور میری کا رابٹ پر حلفیہ دعوی کرنا - اور پھر منشی پر دعوی کرنے سے قبل میاں بی بی میں راضی نامہ ہونا بتایا - مدعی کے وکیل بابو دیندیال سرکاری وکیل و بابو بھولا دت اور مسٹر کارڈو صاحب تھے - مجرم کیطرف سے بابو رامچندر وکیل علی گڈھ اور پنڈت بلجیسن جی

اوہ مسٹر میدول صاحب لکھنوی تھے۔ مسٹر میدول نے بہت زور سے باہم کشش اور میان بی بی میں دشمنی ہوکر باہم جھوٹے دعوے کرنا بحث میں بیان کیا تھا۔ اس وقت تک کسیکو امید صاف بچنے کی نہ تھی کیونکہ عیسائیوں نے چین ماچین کے قلابے ملائے تھے لیکن خداوند تعالیٰ نے دشمن اگرچہ بہت نگہبان قوی ہست) تمام مسلمانان میں ... کی آبرو رکھی کہ ہمارے بیدار مغز مجسٹریٹ نے وہ فیصلہ کیا کہ بے نام سائل کا یہ مقدمہ ایسا مجسم جاسوسانہ تھا کہ آپس میں دونوں طرف کے وکیلوں میں بھی تکرار ہوگئی۔ اور ایک دوسرے کی برائی کے درپے ہوگئے۔ چنانچہ لایق فایق وکیل بابو رامچندر صاحب علیگڈہ بی اے ایل ایل بی کو روکا گیا کہ آپ یہاں کی لائن میں وکالت نہیں کرسکتے۔ جسکا اب بڑا جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے مقدمہ خارج ہوا۔ دشمن سیاہ رو۔ دوست سرخرو۔ پنچ پا دشاد دشمن برباد

مرسلہ راقم

بارہ برس میں بدلہ لینے والا

ہاشم

وہی ہیم کے بی ٹھری بھنے والا

کی سی

یہ زلف یار نے باندھی ہوا ختن کی سی
کہ عاشقوں کی طبیعت ہوئی ہرن کی سی
کبھی نہ مانیں گے ہم بھی ضرور لے زاہد
کہ تیری بات نکلتی ہے کج سخنی سی
چمن میں گرم خبر ہے یہ کس کے آنے کی
کہ پھر رہی ہے نسیم بہار سنکی سی
کہاں چھپاؤں بچاؤں میں کسطرح دلکو
نگاہ یار کی پھرتی ہے راہزن کی سی
نہ پوچھ تنگ ہے سیر بہار باغ سے دل
کوئی کلی جو نہ دیکھی ترے دہن کی سی
ہوا ہے خون کسی بیگناہ کا شاید
زمین کوچۂ صنم لال ہے جو رن کی سی
وہ بن سنور کے سوئے غیر جانیوالا ہے
یہ میرے کان میں پہنچی ہے آج سنکی سی
پکارا دیکھا دل وحشی رہ رشک چمن آیا
ہوائیں آئیں بیابان میں جب چمن کی سی
وطن میں قبر کو لیکر خیالی ہم
پس فنا ہمیں راحت ملی وطن کی سی

مرسلہ محمد علیم اللہ خیالی ساکن ... لکھنؤ

کا سا

ملا ہے بلبل دل کو مزہ چمن کا سا
مقام کوچۂ جاناں میں ہے وطن کا سا
تمہارے عشق میں اب دل کو اپنا کھو بیٹھا ہوں
ہمارا قصہ ہے سننے کے قابل ... کا سا
سوال کس سے کروں بت بنا وہ بیٹھا ہے
جواب دیتا نہیں چپ ہے بے دہن کا سا
کلاہ رکھنے سے سر پر ڈھلکی جو پیشانی
گمان سبکو ہوا ماہ پر گہن کا سا
گرا ہے چاہ میں تیری عجب طرح سے دل
نہ دیکھا چاہ کوئی جیسے چاہ ذقن کا سا
پھرا کرتی ہے وحشت کسیکی جنگل میں
دماغ رہتا ہے مجنون کیطرح بہکا سا
سحر ذمت ہے موت سر پہ ہے زاہد
عمامہ تیرا نظر آتا ہے کفن کا سا
بتانے ساقی پلائی ہے مے اسے کتنی
کہ شیخ پھرتا ہے وحشی کیطرح سنکا سا
دبائے دیتا ہے زیر زمین اسیر کو ہائے
کسیکا سنگ جدائی ہزار من کا سا

مرسلہ کمترین امیر الدین اسیر از لکھنؤ

داستان خاص و عشق کی ہو عام نہیں
قیس و فرہاد کے قصوں سے مجھے کام نہیں

اہل الغرض مجنون

اڈیٹر صاحب پنچ ادھر ادھر نوازش تسلیم۔ آپکے پرچہ مطبوعہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۱۰ع میں ایک مضمون "محبت کیا چیز ہے؟" کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔ جس کا پہلا سوال یہ ہے کہ عشق کیا چیز ہے میں بھی بجائے ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ اپنی سمجھ اور واقفیت کے موافق پہلے پہلے سوال کا جواب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

عشق ایک خود غرضی اور وحشیانہ بوالہوسی کا نام ہے۔ معشوق عاشق۔ عاشق معشوق سے۔ والدین اولاد سے۔ اولاد والدین سے۔ بھائی بھائی سے۔ میاں بیوی سے۔ بیوی میاں سے۔ دوست دوست سے۔ محض فوائد روحانی و جسمانی کے واسطے محبت کرتے ہیں۔

یہ مختلف مصالحوں اور متعدد اجزاء کا مرکب حسب حیثیت تعلق نئے رنگ۔ نئے لباس نئی کیفیت نئے تماشے سے جلوہ افروز ہوکر عشق و محبت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ قیس و فرہاد کی لنبی چوڑی دردانگیز داستانیں محض اس وجہ سے زباں زد خاص و عام و مشہور انام ہیں کہ وہ بڑی بڑی صعوبتیں اوٹھانے پر بھی حصول مدعا میں ناکامیاب رہے۔ اور دل کی دل ہی میں لئے چلے گئے۔ ہمیں کوئی ایسا رشک قیس و فرہاد نہیں دکھائی دیا جو کامیابی پر بھی اوسی خبط و کوہ کندن و کاہ برآوردن میں مبتلا رہا ہو۔ اور عشق کی آگ جوانی کی آگ بجھنے پر بھی ٹھنڈی نہ ہوئی ہو۔ والدین اولاد

کیا ہی محبت و شفقت گو خدا داد محبت کہی جا سکتی ہے تاہم غرض سے خالی نہیں۔ اولاد گھر کی رونق و آبادی والدین کا کھلونا بقائے نسل کا جائز ذریعہ حقیقی وارث اور سچی مددگار ہوتی ہے۔ اسیطرح والدین اولاد کے حق میں اوس پیدا کنندہ کے بعد منجانب اللہ یا اغراض معلومہ کی وجہ سے اولاد کی زندگی و بہتری و بہبودی کے ایک قوی باعث ہو کر اولاد کے شفیق والدین بنجاتے ہیں۔ اب رہا میاں بیوی کا تعلق یہ زیادہ حظ نفس و راحت و آرام کیخاطر استوار و پایدار ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کا سچا ہمدرد و غمخوار بنجاتا ہے۔ اب رہی دوستی و عاشقی۔ دوستی ایک پاک اور سچی محبت ہے جو دو شریف طبیعتوں میں آپس کے بے لاگ بے تکلف میل جول کیوجہ سے ایک صلاحیت و ہمدردی مروت و وفاداری کا جوہر بھر دیتی ہے تاہم ایک کو دوسرے پر اسبات کا پورا بھروسہ ہوتا ہے کہ وقت پر ساتھ آگ میں کودنے کو اور جانفدا سے ساتھ دینے کو موجود ہے۔

آمدم برسر مطلب: عاشقی بحالت موجودہ غرض کی مجسم تصویر ہے۔ عاشق کی زندگی سراسر اغراض ظاہری و باطنی سے پُر ہے۔ وصل بوس و کنار۔ وغیرہ یہ وہ چیزیں ہیں جو کسی عاشق کی دلی خواہشیں کہی جا سکتی ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عاشق اپنی دھن اور خیال کا ایسا پکا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی دلی آرزو اور مسرتوں کے حاصل کرنے میں جان تک دینے اپنی عزت آبرو کی رائی برابر پرواہ نہیں کرتا۔ اور صرف یہی بے جگری معشوق کے دلمیں کھٹکتی جاتی ہے۔ ورنہ توبہ توبہ استغفراللہ کون کب جانیگا۔ کہ کسیکا معشوق بنکر اپنی عزت آبرو دے بیٹھے۔ اور رسوائی عالم ہو۔ عشق کا جن ہمیشہ کم عمری کی جہالت اور نشہ شباب کے ترنگ میں سوار ہوتا ہے۔ ہمنے آج تک نہیں سنا کہ کوئی حضرت کسی قبلہ جی پر فریفتہ ہوا ہو۔ صغر سنی کی ناعاقبت اندیشی اور کجفہمی ایسے غرضمندانہ جوش کو سچا عشق تسلیم کرا دیتی ہے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو تمام عاشق مزاج شاعر سر پیٹ پیٹ کر مر جائیں اور معشوق میں وفا کا نام نہ پائیں بلکہ کسی معشوق کا بس چلے تو ایسے سودائی عاشق کو فوراً تیر دن اوڑا دے۔ اور کروٹ بھی نہ لے۔ حسن اتفاق سے یہ معاملہ کچھ ایسا آپڑا ہے کہ "تمہیں اور نہیں ہمیں شعور نہیں" کی مثل صادق آجاتی ہے۔

ما قیصر بوش۔ فصیح دہلوی۔

جاسوسون کی پلٹن

کرنل کوبنج نے سٹینس برگ کے قریب کرٹزنگر سے مقابلہ کیا۔ ڈچون کے کمانڈنٹ کیپٹا اور کمانڈنٹ ایراسمس سخت مجروح ہوئے ہین۔

آمریکا والون نے فلیپائن کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا۔ اور ۷۰ اور باغیون کو گرفتار کیا۔ اگینلڈو کی گرفتاری کے بعد یہ سب سے بڑی گرفتاری ہوئی۔

۱۱ ماہ حال کو ڈچون نے نیو ہیسٹا کے قریب جنرل فرنچ کی جاسوسی رجمنٹ پر گھات سے نکلکر حملہ کیا۔ ایک سپاہی مقتول اور پانچ مجروح ہوئے۔ اس رجمنٹ کے کمانڈر کپتان ڈیشلیم سخت مجروح ہوئے۔ دشمنون کا نقصان معلوم نہین ہوا۔

ڈیوک آف کارنوال معہ ڈچز صاحبہ پیٹر میرٹزبرگ پہنچے۔

شاہ ایڈورڈ معہ ملکہ صاحبہ ہومبرگ مین مقیم ہین۔

میلبورن (آسٹریلیا) کے ہاؤس آف ریپریزنٹیٹیو مین وزیر اعظم مسٹر بارٹن نے بیان کیا کہ مجھے اس رائے سے اتفاق ہے کہ ڈاک کے جہازون پر گورے ملاح رکھے جائین مگر اس رائے کے تصفیہ کے قبل آئندہ کیلئے جو ٹھیکے دئے گئے ہین اون کو مین توڑ نہین سکتا۔

جنرل الیمیٹ ۵۰ قیدی روانہ کر رہے ہین۔

لارڈ ملنر ۱۱ اگست کو سیکسن شمیر پر سوار ہو کر کیپ ٹاؤن روانہ ہوئے۔

مسٹر چیمبرلین نے ہوس آف کامنز مین ایک سوال کے جواب مین بیان کیا کہ لارڈ کچنر نے ہماری ہدایت سے جو اعلان شایع کیا ہو اوس سے وہ بہت خوش ہین۔ اور اشاعت کے قبل مجھے پسند کیا تھا۔

ولایتی اخبارات نے لارڈ کچنر کے اعلان کو پسند کیا ہے اور لکھتے ہین کہ اگر اس اعلان کا کچھ اثر نہ ہوا۔ تو اس سے بھی زیادہ سخت کارروائی عمل مین لائی جائیگی۔

لارڈ کچنر رپورٹ کرتے ہین کہ ۱۳ کی شبکو براندفورٹ کے قریب ڈچون نے ایک برٹش چوکی پر حملہ کیا۔ اور سخت جنگ کے بعد قبضہ بھی کر لیا۔ برٹش فوج کا ایک سپاہی مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

آمریکا کے کارخانجات فولاد کی ایسوسی ایشن نے عام ہڑتال مچائی ہے۔ ۱۰ اگست کو ۲۴ ہڑتال شروع ہوئی۔

ملکہ فریڈرک کا جنازہ ۱۳ اگست کی شب کو ہومبرگ سے مقام دفن کی طرف لے گئے شاہی خاندان کے تمام ممبر ساتھ تھے۔

آج صبح شاہ ایڈورڈ و شہنشاہ ولیم بوقت ۹ پر رسوم تدفین مین شامل ہوئے تھے۔ یہ رسوم ملکہ متوفیہ کی وصیت کے مطابق بہت سادہ تھے۔ صرف شاہی خاندان کے اراکین اور بڑے بڑے سول و فوجی حکام شامل تھے۔ جنازہ ایک فوج کے ساتھ ماسولیم روانہ ہوا۔ اور شہنشاہ ولیم اور شاہ ایڈورڈ اوسکے پیچھے روانہ ہوئے۔

شاہ ایڈورڈ نے ہومبرگ پر کاونٹ والڈرسی سے ملاقات کی۔ اور اون کو آپ نے ہاتھ کا بڑا تمغہ عطا کیا۔

مشرقی ٹرانسوال مین ڈچون سے ہمارے ۴ مقابلے ہوئے۔ جن مین ۹ ڈچ مقتول و مجروح اور ۱۸ گرفتار ہوئے۔ ہر روز ایک آدھ برگر ہمارا اتباع قبول کرتا ہے۔

کیپ کی پارسال کی تجارت درآمد کے رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰ لاکھ کا سونا کم آیا اور ۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ کے متفرق زیادہ آگئے۔

لارڈ سٹینلی نے ہوس آف کامنز مین ایک سوال کے جواب مین بیان کیا کہ جرمنی مین جو ۱۰ توپخانے خریدے گئے تھے اونمین سے ۵ ہمارے فوج کے ہاتھ مین ہین۔ اور انمین سے کوئی توپ ٹوٹی پھوٹی نہین ہے۔

لارڈ کرانبورن نے ہاوس آف کامنز مین بیان کیا کہ روسی وزیر خارجی کونٹ لیمسڈورف نے سر چارلس اوکونر کو اطلاع دی ہے کہ تبت کا مشن کسی پولیٹیکل غرض سے نہین آیا تھا۔

رائٹر رپورٹ کرتا ہے کہ گورنمنٹ لیبیریا اور ایک زبردست سردار کے درمیان ایک معاہدہ کیا ہے جس سے لیبیریا کے دونون سرحد برٹش و فرنچ ممالک تک برٹش اختیار مین ہونگے۔ اور فرنچ گورنمنٹ یہان اپنی چوکیان قائم نہ کر سکیگی۔

غازیپور:- ۷ اگست روز جمعہ کو مسٹر ناگ نیچ عیسائی خود بخود جامع مسجد میں آکر مشرف بہ اسلام ہوا۔ نماز جمعہ ہو۔ اور بعد ختم نماز جمعہ مولوی محمد جواد خیر صاحب سجادہ نشین کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوا اور اسلامی نام اس شخص کا دین محمد رکھا گیا۔ خداوند جلشانہ اس شخص کے دل کو نور ایمان و اسلام سے روشن رکھے۔ آمین!

مقدمہ غبن کمسریٹ میں راولپنڈی کی ٹھیکیدار سردار کشن داس کو ۲ یوم قید محض اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

نواب صاحب بہاولپور نے رفع تکلیف قحط کو مستقل سرمایہ میں تین لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔

نوشہرہ میں کابل ندی کا ریلوے پل بنانے کی منظوری ہو گئی۔ اور پل نیچے کو گاڑی وغیرہ چلنیگی۔

ہندی فوجوں کو جدید رائفلیں مل رہی ہیں۔ گم ہونے پر فی رائفل کے لئے ۵۰ روپیہ بطور جرمانہ لیا جائیگا۔ اگر دیسی قسم کی پستول گم ہوگی تو اسکے لئے الگ سو روپیہ فی اسلحہ لینگے۔ مطلب ہے کہ پوری پوری خبرداری کریں۔

کسولی میں پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کو ایک سال ہو گیا اس عرصہ میں ۱۰۳۰ مریضوں کا خاطر خواہ علاج ہوا۔

کانپور میں ایک دیوانہ گیدڑ نے ایک گاؤں کے بہت آدمیوں کو کاٹا۔ چھاؤنی میں بھی ۵ کو کاٹ کھایا۔ ۱۱ دیں پلٹن راجپوت کے ۱۱ سپاہیوں اور نیز رسالہ بنگال کے ۱۴ آدمیوں کو کاٹا۔ وہ سب بغرض علاج کسولی انسٹیٹیوٹ کو بھیجے گئے۔ یہ گیدڑ آخر تلوار سے مارا گیا۔

کلکتہ میں ایک عورت مکان پر قتل کی گئی۔ قاتل سب کچھ لوٹ کر چمپت ہو گئے۔

دریائے کوسی کی طغیانی سے اس طرف سلسلہ ریلوے رک گیا۔ سڑک زیر آب ہے۔ ایک پل بھی ٹوٹ گیا۔

تازہ خبر ہے کہ ہندوستان سے اور تعداد سلوتریوں اور نعلبندوں کی جنوبی افریقہ کے لئے مانگی گئی ہے۔

پیشاور کے موضع جلبی کے باشندوں کی بدعنوانی کے باعث اُنپر ایکسال کے لئے تعزیری پولیس قایم کی گئی۔

پنجاب ویٹرنری کالج کے متعلق ایک خاص وارڈ چھوت سے لگنے والی بیماریوں کیلئے بنائیں گے۔

راولپنڈی میں یادگار قیصرہ متوفیہ کیلئے ایک بُت روبرو مال و مری کی سڑک کے سنگم پر تعمیر کرینگے۔

باربرداری ایجنٹ کاشی رام کو ۲ سال قید و ۲۰۰۰ روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔ سیشن کے اپیل سے صاف بری ہوا۔

اٹک میں دریائے انڈس طغیانی پر ہے۔ حتی کہ ۴۴ فٹ سے زیادہ گہرا ہے۔ ابھی اور چڑھیگا۔

ڈیرہ غازیخان میں چھاؤنی کے بچاؤ کا بند تمام کرچکے اب خوشی سے قسمت کا انتظار ہے۔

پورنیہ میں دریائے کوسی طغیانی پر ہے۔ ریلوے پل دوپارہ ہوا۔ سلسلہ بند ہے۔ بستیاں مخدوش حالت میں ہیں۔

اکبرآباد میں بھاری بارش ہوئی ۲۴ گھنٹہ میں ۸ انچ برسا۔ اس بارش کی خبریں جابجا آئیں۔

پچھلے ہفتے قحط زدگان بمبئی میں ۳۳۰۰ آدمی کم ہوئے۔ وسط ہند میں ۸۰۴۸۔ حیدرآباد میں ۱۰۰۱۰ اور بڑودہ میں ۱۰۷۱ قحط زدے گھٹے۔

دہلی میں بیلون کے چڑھائے جانے کا جھگڑا اسپانوی پایا گیا۔ اخبارات کی خدمت سے۔

چھوٹا ناگپور میں سوکھی کا وزن کی بابت کی اندازہ کرنیکا حکم گورنمنٹ آف انڈیا نے نافذ فرمایا۔

مہاراجہ صاحب پناہ قضا کر گئے۔ افواہ ہے کہ زہر دیا گیا تھا۔ کمشنر صاحب جبلپور وہاں پہونچے تحقیقات فرمائی۔ تمام سرکاری جائداد مقفل کی گئی۔ ولیعہد کو علیحدہ رہنے کا حکم دیا گیا۔ جبتک فیصلہ گورنمنٹ صادر نہ ہو جائے۔

حضور گورنر بمبئی کے لئے ایک نئی ریل گاڑی سیلون تیار کی گئی۔ اس میں دن رات کیلئے الگ الگ کمرے ہیں۔ برقی روشنی۔ پنکھے وغیرہ کل سامان آسائش مہیا ہے۔ ۹۰ فٹ لمبی ہے۔

کلکتہ سے ایک صندوق بذریعہ ریلوے چاندپور سٹیشن پر آیا۔ بدبو بہت پھوٹتی تھی۔ کھولا گیا تو اسمیں سے ۲۱ سالہ جوان کی لاش نکلی۔ لاش کا فوٹو لے لیا گیا۔ تحقیقات جاری ہے۔

نہر جہلم کے افتتاح پر تقسیم اراضیات کے رقبے طے پائے۔ زراعت پیشہ کے علاوہ انعام واکرام کی جاگیریں عطا ہوئیں۔ و نیز بذریعہ عام نیلام کے زمینیں ملیں۔

طاعونی شکار

تاریخ	مبتلا بہ طاعون	اموات طاعون	اموات کل امراض
۱۲- اگست ۱۹۱۰ء	۲۵	۳۷	۳۳۸
۱۳ ,, ,,	۴۰	۳۰	۱۱۴
۱۴ ,, ,,	۶۰	۲۲	۱۱۸
۱۵ ,, ,,	۲۸	۲۴	۱۳۲
۱۶ ,, ,,	۳۳	۲۹	۱۳۶

مطبع محمدی واقع بمبئی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔